هَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾
تجھے لشکروں کی خبر بھی ملی ہے؟[1] (۱۷)

فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾
(یعنی) فرعون اور ثمود کی۔ (۱۸)

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾
(کچھ نہیں) بلکہ کافر تو جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (۱۹)

وَاللّٰهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ﴿٢٠﴾
اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔[2] (۲۰)

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ ﴿٢١﴾
بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا۔ (۲۱)

فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾
لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔[3] (۲۲)

سُورَةُ الطَّارِقِ

سورۂ طارق مکی ہے اور اس میں سترہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾
قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں روشن ہونے والے کی۔ (۱)

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾
تجھے معلوم بھی ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟ (۲)

---

(۱) یعنی ان پر جب میرا عذاب آیا اور میں نے انہیں اپنی گرفت میں لیا' جسے کوئی ٹال نہیں سکا۔

(۲) یہ ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾ ہی کا اثبات اور اس کی تاکید ہے۔

(۳) یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے' جہاں فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہیں' اللہ تعالیٰ حسب ضرورت و اقتضا اسے نازل فرماتا ہے۔

☆ حضرت خالد عدوانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازار ثقیف میں کمان یا لاٹھی کے سہارے پر کھڑے دیکھا' آپ میرے پاس مدد حاصل کرنے آئے تھے' میں نے وہاں آپ سے سورۃ الطارق سنی' میں نے اسے یاد کر لیا دراں حالیکہ میں ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ پھر مجھے اللہ نے اسلام سے نواز دیا اور اسلام کی حالت میں میں نے اسے پڑھا۔ (مسند أحمد' ۴ / ۳۳۵۔ مجمع الزوائد' ۷ / ۱۳۶) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز میں سورۂ بقرۃ اور نساء پڑھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو فرمایا' تو لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے؟ تجھے یہی کافی تھا کہ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ" وَالشَّمْسِ اور اس جیسی سورتیں پڑھتا۔ (نسائی' کتاب الافتتاح' باب القراءۃ فی المغرب)

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾
اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾
فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾
خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾
يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾
اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾
يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾
فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾

وہ روشن ستارہ ہے۔[1] (٣)
کوئی ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ نہ ہو۔[2] (٤)
انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ (٥)
وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔[3] (٦)
جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔[4] (٧)
بیشک وہ اسے پھیر لانے پر یقیناً قدرت رکھنے والا ہے۔[5] (٨)
جس دن پوشیدہ بھیدوں کی جانچ پڑتال ہوگی۔[6] (٩)
تو نہ ہوگا اس کے پاس کچھ زور نہ مددگار۔[7] (١٠)

---

(١) طارق سے کیا مراد ہے؟ خود قرآن نے واضح کر دیا۔ روشن ستارہ۔ طَارِقٌ، طُرُوقٌ سے ہے جس کے لغوی معنی کھٹکھٹانے کے ہیں، لیکن طارق رات کو آنے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ستاروں کو بھی طارق اسی لیے کہا ہے کہ یہ دن کو چھپ جاتے اور رات کو نمودار ہوتے ہیں۔

(٢) یعنی ہر نفس پر اللہ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں جو اس کے اچھے یا برے سارے عمل لکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں، یہ انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں، جیسا کہ سورۂ رعد کی آیت نمبر-١١ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی حفاظت کے لیے بھی انسان کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں، جس طرح قول و فعل لکھنے والے ہوتے ہیں۔

(٣) یعنی منی سے، جو قضائے شہوت کے بعد زور سے نکلتی ہے۔ یہی قطرۂ آب (منی) رحم عورت میں جاکر، اگر اللہ کا حکم ہوتا ہے تو، حمل کا باعث بنتا ہے۔

(٤) کہا جاتا ہے کہ پیٹھ، مرد کی اور سینہ عورت کا، ان دونوں کے پانی سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ لیکن اسے ایک ہی پانی اس لیے کہا کہ یہ دونوں مل کر ایک ہی بن جاتا ہے۔ تَرَائِبُ، تَرِیْبَۃٌ کی جمع ہے، سینے کا وہ حصہ جو ہار پہننے کی جگہ ہے۔

(٥) یعنی انسان کے مرنے کے بعد، اسے دوبارہ زندہ کرنے پر وہ قادر ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ وہ اس قطرۂ آب کو دوبارہ شرمگاہ کے اندر لوٹانے کی قدرت رکھتا ہے جہاں سے وہ نکلا تھا۔ پہلے مفہوم کو امام شوکانی اور امام ابن جریر طبری نے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

(٦) یعنی ظاہر ہو جائیں گے، کیوں کہ ان پر جزا و سزا ہوگی۔ بلکہ حدیث میں آتا ہے "ہر غدر (بدعہدی) کرنے والے کے سرین کے پاس جھنڈا گاڑ دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب الجزیۃ، باب إثم الغادر للبر والفاجر۔ مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر) مطلب یہ ہے کہ وہاں کسی کا کوئی عمل مخفی نہیں رہے گا۔

(٧) یعنی خود انسان کے پاس اتنی قوت ہوگی کہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے، نہ کسی اور طرف سے اس کو کوئی ایسا

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾
بارش والے آسمان کی قسم![1] (۱۱)

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾
اور پھٹنے والی زمین کی قسم![2] (۱۲)

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾
بیشک یہ (قرآن) البتہ دو ٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔[3] (۱۳)

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾
یہ ہنسی کی (اور بے فائدہ) بات نہیں۔[4] (۱۴)

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾
البتہ کافر داؤ گھات میں ہیں۔[5] (۱۵)

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾
اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔[6] (۱۶)

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾
تو کافروں کو مہلت دے[7] انہیں تھوڑے دنوں چھوڑ دے۔(۱۷)

مددگار مل سکے گا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔

(۱) رَجْعٌ کے لغوی معنی ہیں' لوٹنا پلٹنا۔ بارش بھی بار بار اور پلٹ پلٹ کر ہوتی ہے' اس لیے بارش کو رَجْعٌ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بادل' سمندروں سے ہی پانی لیتا ہے اور پھر وہی پانی زمین پر لوٹا دیتا ہے' اس لیے بارش کو رَجْعٌ کہا۔ بعض کہتے ہیں بطور تفاؤل عرب بارش کو رَجْعٌ کہتے تھے تاکہ وہ بار بار ہوتی رہے۔(فتح القدیر)

(۲) یعنی زمین پھٹتی ہے تو اس سے پودا باہر نکلتا ہے' زمین پھٹتی ہے تو چشمہ جاری ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایک دن آئے گا کہ زمین پھٹے گی' سارے مردے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ اس لیے زمین کو پھٹنے والی اور شگاف والی کہا۔

(۳) یہ جواب قسم ہے' یعنی کھول کر بیان کرنے والا ہے جس سے حق اور باطل دونوں واضح ہو جاتے ہیں۔

(۴) یعنی کھیل کود اور مذاق والی چیز نہیں ہے' هَزْلٌ' جِدٌّ (قصد و ارادہ) کی ضد ہے۔ یعنی ایک واضح مقصد کی حامل کتاب ہے' لہو و لعب کی طرح بے مقصد نہیں ہے۔

(۵) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دین حق لے کر آئے ہیں' اس کو ناکام کرنے کے لیے سازشیں کرتے ہیں' یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ اور فریب دیتے ہیں اور منہ پر ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دل میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔

(۶) یعنی میں ان کی چالوں اور سازشوں سے غافل نہیں ہوں' میں بھی ان کے خلاف تدبیر کر رہا ہوں یا ان کی چالوں کا توڑ کر رہا ہوں۔ كَيْدٌ خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں' جو برے مقصد کے لیے ہو تو بری ہے اور مقصد نیک ہو تو بری نہیں۔

(۷) یعنی ان کے لیے تعجیل عذاب کا سوال نہ کر' بلکہ انہیں کچھ مہلت دے دے۔ رُوَيْدًا: قَلِيْلًا یا قَرِيْبًا یہ امہال و استدراج بھی کافروں کے حق میں اللہ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ * وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴾ (الأعراف' ۱۸۲-۱۸۳)